ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

صائمہ رمضان، اسکالر ایم ایس اردو، سپیریئر یونیورسٹی، لاہور سٹی کیمپس
شائستہ اشرف، ایم ایس اردو سال اول، سپیریئر یونیورسٹی سٹی کیمپس لاہور

کلیات رزمی کا فکری و فنی جائزہ

An intellectual and technical review of Kuliat e Razmi

Saima Ramzan scholar MS Urdu Superior University Lahore (city campus)

Saimaramazan181@gmail.com

Shaista Ashraf, scholar MS Urdu Superior University Lahore (city campus)

Shaistaadil111988@gmail.com

Abstract

This research article presents a critical analysis of the poetic collection Kulliyat-e-Razmi by Professor Ghayur Ahmad Siddiqui, known by his pen name "Razmi". The article explores the thematic richness, stylistic diversity, and artistic balance in his work, highlighting both the serious and humorous aspects of his poetry. Razmi's mastery over traditional genres like ghazal, nazm, and qita, as well as his unique contribution to satirical and humorous poetry, are examined in detail. His use of simple yet expressive language, cultural allusions, and metrical precision make his poetry both accessible and intellectually engaging. The study concludes that Kulliyat-e-Razmi holds significant literary value and deserves further academic attention in the field of Urdu literature.

Keywords: *Kulliyat-e-Razmi, Urdu Poetry, Intellectual and Artistic Analysis, Humor, Islamic Worldview, Literary Research.*

ملخص

اردو شاعری کی تاریخ میں کئی ایسے شعرا ملتے ہیں جنھوں نے ادب میں نئے رجحانات پیدا کیے، مگر بعض باصلاحیت شعرا ایسے بھی ہیں جن کی تخلیقات فنی اعتبار سے اہم ہونے کے باوجود علمی تحقیق سے محروم رہی ہیں۔ انہی میں ایک نمایاں نام غیور احمد صدیقی (تخلص رزمی) کا ہے۔ ان کی شاعری جذبات، انسانی تجربات، سماجی مشاہدات اور عصری حقائق کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ رزمی کی شاعری میں فکری گہرائی، فنی پختگی اور جمالیاتی حسن کا امتزاج پایا

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

جاتا ہے۔ ان کے کلام میں کلاسیکی شعری روایت کے ساتھ جدید فکری احساسات بھی شامل ہیں، جس سے ان کی شاعری اردو ادب میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ رزمی کی زندگی میں ان کا کلام شائع نہ ہو سکا، جس کی وجہ سے ان کی شاعری طویل عرصے تک ادبی حلقوں سے اوجھل رہی۔ بعد ازاں معروف محقق ڈاکٹر جمیل جالبی اور ممتاز شاعر سید ضمیر جعفری نے ان کے کلام کو جمع کر کے "کلیاتِ رزمی" کے عنوان سے شائع کیا۔ اس مجموعے میں غزلیں، نظمیں، قطعات اور طنزیہ و مزاحیہ شاعری شامل ہے۔ رزمی کی نظموں میں اسلامی تصورِ حیات، اخلاقی اقدار، اجتماعی شعور اور ملتِ اسلامیہ کے مسائل نمایاں طور پر بیان ہوئے ہیں۔ ان کی شاعری میں مادہ پرستی، اخلاقی زوال اور سماجی تضادات پر تنقید بھی ملتی ہے۔ فنی اعتبار سے ان کی نظموں اور غزلوں میں سادہ مگر بامعنی زبان، علامتی اظہار اور داخلی آہنگ موجود ہے۔ ان کی طنزیہ شاعری بھی معاشرتی اصلاح کا مؤثر ذریعہ ہے جس میں سیاسی، سماجی اور اخلاقی مسائل کو تنقیدی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر رزمی کی شاعری فکری سنجیدگی اور فنی مہارت کا ایسا امتزاج ہے جو اردو ادب میں ایک اہم اضافہ ہے، تاہم ان پر مزید تحقیقی اور تنقیدی کام کی ضرورت ہے تاکہ ان کی ادبی خدمات کو مناسب مقام مل سکے۔

کلیدی الفاظ: کلیاتِ رزمی، اردو شاعری، فکری و فنی جائزہ، طنز و مزاح، اسلامی تصورِ حیات، ادبی تحقیق

اردو شاعری کی تاریخ میں بہت سے ایسے شعراء ہیں جن کی تخلیقات نے ادب میں نئے رجحانات کو جنم دیا تاہم بعض ایسے باکمال شعرا بھی ہیں جن کی شاعری کمال فن سے لبریز ہے مگر ان پر کوئی علمی و تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے انہی شاعروں میں ایک نام غیور احمد صدیقی کا ہے جن کا تخلص رزمی ہے جن کی شاعری میں جذبات و احساسات، مشاہدات و عصری حقائق کا گہرا مشاہدہ نمایاں ہے انہوں نے اپنی تخلیقات کے ذریعے ادب میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی شاعری میں فکری، فنی، اور جمالیاتی پہلو نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان کے کلام میں کلاسیکی روایت کے ساتھ ساتھ جدید احساسات اور تجربات کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ ان کی شاعری اردو ادب میں ایک نیا ذوق اور احساس پیدا کرتی ہے۔ تاہم ان کی زندگی میں ان کا کلام زیورِ اشاعت سے آراستہ نہ ہو سکا۔ چنانچہ ان کا کلام اور اس کے اوصاف اہلِ اردو کے لیے اجنبی ہیں۔

معروف محقق اور نقاد ڈاکٹر جمیل جالبی اور عہد ساز طنزیہ و مزاحیہ شاعر سید ضمیر جعفری نے نہائت محنت اور خلوص سے غیور احمد صدیقی کا کلام کلیات کی صورت میں جمع کیا اور بہ عنوان "کلیاتِ رزمی" شائع کرایا۔ کلیاتِ رزمی غیور احمد

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

صدیقی کی غزلیات، منظومات اور طنزیہ ومزاحیہ شاعری پر مشتمل ہے۔ غیور احمد صدیقی کا تعلق ضلع مظفر نگر (یوپی، بھارت) سے تھا۔ ان کی ولادت 1898 میں مظفر نگر میں ہوئی۔ انہوں نے شاعری کی مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی جن میں سنجیدہ و مزاحیہ نظمیں، غزلیں اور قطعات شامل ہیں۔

ان کی شاعری میں درد، غم انسانی تجربات اور مشاہدات کا اظہار نہایت سادگی مگر گہرے فکری پس منظر کے ساتھ ملتا ہے غیور احمد صدیقی کی شاعری کا مجموعہ "کلیات رزمی" اردو ادب میں ایک نمایاں اضافہ ہے۔ ان کی شاعری میں فکری اور فنی پختگی نمایاں ہیں۔ انہوں نے اردو ادب میں ایک منفرد اور مؤثر طرزِ اظہار پیش کیا۔ ان کے کلام میں زبان و بیان کی سادگی، گہرائی اور شعری حسن کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان کی شاعری عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور اردو شاعری میں ایک نمایاں اضافہ ہے۔ تاہم اب تک ان کی شاعری پر کوئی باقاعدہ تحقیقی یا تنقیدی کام نہیں ہوا اس لیے اس تحقیقی مضمون میں پہلی بار ان کی شاعری کے فکری اور فنی پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اردو شاعری کے اس قابل قدر شاعر کو ادبی دنیا میں متعارف کرایا جاسکے۔

کلیات رزمی میں غزلیات، نظموں اور چند قطعات کا سن تصنیف بھی دے دیا گیا ہے تاکہ کلام کا مطالعہ تاریخی پس منظر میں کیا جاسکے۔ بعض جگہ سن تصنیف معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہیں دیا جاسکا ایسا عام طور پر قطعات کے سلسلے میں ہوا ہے۔ رزمی صاحب نے بعض سنجیدہ غزلوں کی زمینوں میں مزاحیہ شعر بھی کہے اور انہیں سنجیدہ غزلوں ہی میں شامل رکھا چنانچہ کلیات میں بھی انہیں غزلوں ہی میں رہنے دیا گیا ہے۔ کچھ نظمیں ایسی ہیں جو ابتدا میں سنجیدہ نظموں میں شامل تھیں لیکن دراصل ان سے کچھ ہجو اور کچھ طنز کے ذیل میں آتی ہیں اس لیے انہیں طنز و مزاح کے حصے میں شامل کیا گیا ہے مثلاً "مریدوں کا شکاری"، "حرام کی کمائی والوں سے"، "علمِ بے ذوق اور فریب نظر" کلیات میں بعض غزلیں بغیر مطلع کے ہیں چنانچہ غزلوں کی فہرست میں ایسی غزلوں کا دوسرا مصرع دیا گیا ہے تاکہ غزل کے ردیف قافیے کا پتہ چل سکے۔ پروفیسر رزمی صاحب کا کلام تاخیر سے شائع ہوا۔ اس کی طباعت میں ڈاکٹر جمیل جالبی، سید ضمیر جعفری اور رزمی صاحب کے

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

فرزندان اختر عالم صدیقی، انور عالم صدیقی اور اظہر عالم صدیقی نے نمایاں کردار ادا کیا۔ سید ضمیر جعفری اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"رزمی صاحب کی شاعری سنجیدہ اور ظریفانہ کلام کے دو دھاروں پر مشتمل ہے مجھے ذاتی طور پر ان کی فقہیہ قامت نسبتاً زیادہ نمایاں معلوم ہوتی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ میرا تعصب ہی ہو بہر حال پروفیسر رزمی صدیقی ان قادر الکلام اساتذہ فن میں سے ہیں جو کسی صنف میں بند نہیں ہوتے جو بات کہنے کا اپنا سانچا ڈھال لیتے ہیں اور جن کے اشعار عملی زندگی کے راستے میں چراغوں کی طرح رہنمائی کرتے ہیں رزمی صدیقی وہی بات کہتے ہیں جو وہ کہنا چاہتے ہیں کہ فن ان کی گرفت میں ہوتا ہے وہ فن کی گرفت میں نہیں ہوتے ان کے فن کی ایک خصوصیت لفظوں کی کفایت ہے جس طرح ان کے گھر میں سامان کم ہوتا تھا اسی طرح ان کے شعر میں الفاظ بھی ضرورت سے زیادہ نہیں ہوتے پھر نہ کوئی لفظ اپنی قامت سے بڑا ہوتا ہے نہ اتنا چھوٹا کے معنی تک رسائی کے لیے محدب شیشے کی ضرورت محسوس ہو شعر کا زیور بھی شعر کے اندر ہی رکھتے جس طرح ان کے سر کے بال کہ آراستہ و پیراستہ تو بہت ہوتے مگر ٹوپی کے اندر ہوتے"(1)

سنجیدہ شاعری ہو یا مزاحیہ، رزمی اس فن کے شہسوار ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"پروفیسر رزمی صدیقی، سنجیدہ شاعری اور طنز و مزاح دونوں میدانوں کے شہسوار ہیں ان کے کلام میں حسن و عشق بھی ہے حکمت و دانائی بھی اور اشک و تبسم کی دھوپ چھاؤں بھی۔ اس دھوپ چھاؤں میں کہیں لطیف طنز ہے کہیں ہجو کہیں زہر خند ہے کہیں قہقہہ۔ ان کی شعری فضا میں زندگی اپنی گوناگوں خصوصیات کے ساتھ جلوہ گر نظر آتی ہے سنجیدہ کلام ہو یا ظریفانہ وہ اپنا ایک منفرد لب و لہجہ اور اسلوب رکھتے ہیں ان کے اسلوب میں متانت بھی ہے اور بانکپن بھی۔ کہیں ہلکے رنگ ہیں کہیں تیز اور کہیں دھیمے اور شوخ رنگ اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ تخلیق کے فن کا کمال دکھائی دیتے ہیں رزمی صاحب الفاظ کے ایسے مزاج شناس ہیں کہ جو بات کہنا چاہتے ہیں بے کم و کاست کہہ دیتے ہیں ان کے کلام میں ابلاغ کا حسن اس طرح کار فرما نظر آتا ہے جیسے طلوع ہوتا ہوا سورج۔ ان کا کلام برصغیر پاک و ہند کے مسلم کلچر کا ایک جیتا جاگتا مرقع ہے"(2)

کلیات رزمی کی نظموں کا فکری و فنی جائزہ

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

غیور احمد صدیقی کے "کلیاتِ رزمی" میں شامل نظمیں فکری سطح پر واضح نظریاتی شعور اور مقصدی جہت کی حامل ہیں۔ ان نظموں میں شاعر نے فرد کے باطنی مسائل سے لے کر اجتماعی، ملی اور تہذیبی بحران تک کو ایک وسیع فکری تناظر میں سمویا ہے۔ رزمی صاحب کی نظم کا بنیادی فکری سرچشمہ اسلامی تصورِ حیات ہے، جس میں ایمان، عمل، جہادِ بالنفس، عدلِ اجتماعی اور اخلاقی ذمہ داری جیسے عناصر مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ شاعر عصرِ حاضر کی مادّہ پرستانہ ذہنیت، اخلاقی زوال اور فکری انتشار پر نہایت سنجیدہ انداز میں تنقید کرتا ہے اور اس کے مقابل ایک ایسا فکری بیانیہ پیش کرتا ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں انسان کو اس کے اصل مقام اور مقصدِ وجود کی یاد دہانی کراتا ہے۔ ان نظموں میں ملتِ اسلامیہ کے زوال کا نوحہ بھی ملتا ہے اور اس کے احیا کی امید بھی، جو شاعر کی رجائی فکر اور تعمیری شعور کی علامت ہے۔ رزمی صاحب کی بعض منظومات کی ایک خصوصیت ہندی الفاظ کا استعمال ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف اردو اور فارسی پر ہی دسترس نہیں رکھتے بلکہ ہندی زبان پر بھی گہری دسترس رکھتے تھے کچھ اشعار پیشِ خدمت ہیں۔(3)

مہنگا ہوا اناج بس غریبوں کا بس ہے انت — چلتا نہیں دھنی کو مناتا ہے وہ بسنت
کنیا کے سنگ مال بھی گہنا بھی سب گیا — تڑکاؤ میں الوپ ہوا گاؤں کا مہنت
چیلے تو چیختے ہیں، گرو دیو بہرے ہیں — چیلی کی بات، ہولے کی بھی، سنتے ہیں ترنت
سکھ شانتی گھروں میں نہیں اس کا کیا اپائے — ناری ہو لاجونتی تو نر بھی ہو لانت
سرسوں سی منہ پہ پھولی ہوئی مومنین کے — پابند شرع ہو کے منانے لگے بسنت
جوڑا کیہ تھا پتر بکھیر وہ بن گیا — اب دین دھرم کچھ نہ رہا رہ گیا ہے پنت
اب حج کا نام ہو گیا مکے کی یاترا — رزمی جو مولوی تھا وہ مسلوں کا اب ہے سنت(4)

نظم "پیام برخیز" (فجر کی نماز کے لیے جگانے والوں کی صدا)

عزمِ نماز کیا ہوا نیند نہ لے نماز پڑھ — جاگ بھی بندہ خدا نیند نہ لے نماز پڑھ
فجر کی ہو چکی اذاں سونے کا وقت اب کہاں — ایسا نہ ہو کہ ہو قضا نیند نہ لے نماز پڑھ(5)

فنی اعتبار سے کلیاتِ رزمی کی نظمیں ہیئت، اسلوب اور علامتی نظام کے حوالے سے پختگی کی حامل ہیں۔ رزمی نے پابند نظموں اور غزل کی ہیئت میں لکھی گئی نظمیں دونوں میں طبع آزمائی کی ہے اور ہر صورت میں فنی ضبط اور داخلی آہنگ کو

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

بر قرار رکھا ہے۔ نظموں میں رزمیہ لہجہ، خطیبانہ تاثیر اور علامتی اظہار ایک دوسرے میں مدغم ہو کر ایک مضبوط شعری فضا تشکیل دیتے ہیں۔ الفاظ کا انتخاب بامقصد اور معنوی طور پر گہرا ہے، جبکہ تراکیب میں سادگی کے ساتھ ساتھ فکری وقار بھی جھلکتا ہے۔ استعارہ اور علامت کا استعمال محض تزئینی نہیں بلکہ فکری تشکیل کا ذریعہ بنتا ہے مثلاً معرکہ، شمشیر، قلعہ، اندھیرا اور سحر جیسی علامات جدوجہد، مزاحمت اور امید کے تصورات کو تقویت دیتی ہیں۔ مجموعی طور پر غیور احمد صدیقی کی نظمیں اردو نظم کی روایت میں ایک سنجیدہ فکری اضافہ ہیں جو فن اور فکر کے متوازن امتزاج کے ساتھ قاری کو نہ صرف متاثر کرتی ہیں بلکہ فکری مکالمے پر بھی آمادہ کرتی ہیں، اور اس اعتبار سے ایم فل سطح کے تنقیدی مطالعے کے لیے نہایت موزوں اور بامعنی مواد فراہم کرتی ہیں۔ ان کی نظموں میں "انقلاب انقلاب"، "بے دینی اور آزادی"، "اے نوجوان عصر نو" اور "عشق اور عقل" مشہور ہیں۔

کلیات رزمی کی غزلوں کا فکری و فنی جائزہ

غیور احمد صدیقی کے "کلیاتِ رزمی" میں شامل غزلیں فکری اور فنی دونوں سطحوں پر ایک سنجیدہ اور بالغ شعری شعور کی آئینہ دار ہیں۔ ان غزلوں میں شاعر میں شخصی جذبات یا روایتی عشقیہ مضامین، محبوب کا حسن و جمال اور ادائیں بھی نظر آتی ہیں۔

وہ موج میں ہیں زلف بنانے میں لگے ہیں — اک شعر مرا زلف پہ گانے میں لگے ہیں
ہم تجھ سے خیال اپنا ہٹانے میں لگے ہیں — خورشید کو شبنم سے چھڑانے میں لگے ہیں
اک لمحہ جسے راہ سے ہٹانے میں لگا تھا — سو سال اسے راہ پہ لانے میں لگے ہیں
تصدیقِ خبر کرتے ہوئے ڈرتے ہیں پھر بھی — ہم گھر تری آمد پہ سجانے میں لگے ہیں(6)

رزمی نے صرف عشقیہ مضامین پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ فرد، معاشرہ اور امتِ مسلمہ کے اجتماعی مسائل کو ایک فکری نظام کے تحت پیش کیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔

نیک جاہل کے بھٹکنے کا نہ کیجیے آپ فکر — کوئی صورت سوچیئے گمراہ فاضل کے لیے
تیرا قیدی بن کے میں سمجھا ہوں رازِ اضطراب — میری آزادی تڑپتی تھی سلاسل کے لیے(7)

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

رزمی کی غزل کا بنیادی فکری حوالہ اسلامی تصورِ حیات ہے جس میں عشقِ حقیقی، مقصدیت، اخلاقی ذمہ داری اور انسانی وقار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ وہ دنیا کی ناپائیداری اور مادّی فریب کے مقابلے میں روحانی بالیدگی اور باطنی استحکام پر زور دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کی غزل محض جمالیاتی تجربہ نہیں رہتی بلکہ فکری بیداری کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ اس فکری رجحان میں اقبالی فکر کی بازگشت واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔ مثال ملاحظہ ہو۔

مجھ کو بخشش کی امیدیں تھیں قیامت میں مگر　　　اس کی رحمت نے کہا تو تو گنہگار نہیں

بد دعا کس کی لگی کس کا دکھا دل مجھ سے　　　تُو قریب اور میسر تیرا دیدار نہیں

سجدہ صوفی کا ترا شعر یہ دونوں ناقص　　　تُو تو سرشار نہیں اور وہ ہشیار نہیں (8)

خصوصاً خودی، عمل اور جدوجہد جیسے تصورات کے حوالے سے تاہم صدیقی کا اسلوب تقلیدی نہیں بلکہ شخصی اور تجرباتی ہے۔

خطر سے دور کبھی عیشِ جاوداں نہ ملا　　　جو آگ میں نہ گرا اس کو گلستاں نہ ملا

وہ حج سے رہ گیا میں نے کیا خودی کا طواف　　　مکیں مجھے تو ملا خواجہ کو مکاں نہ ملا (9)

فنی اعتبار سے رزمی صاحب کی غزل کلاسیکی روایت سے مضبوط وابستگی کے باوجود جدید شعری حثیت کی حامل ہے۔ انہوں نے بحر، قافیہ اور ردیف کی پابندی کو فکری اظہار کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا بلکہ اسے معنی کی ترسیل کا مؤثر ذریعہ بنایا ہے۔ زبان سادہ، شفاف اور غیر متکلف ہے، مگر اس سادگی کے باطن میں معنوی تہہ داری موجود ہے جو قاری کو سطحی قرأت سے آگے بڑھنے پر مجبور کرتی ہے۔ تشبیہات و استعارات میں نور و ظلمت، معرکہ، سفر اور منزل جیسے رزمی اور علامتی پیکر نہ صرف ان کی فکری سمت کا تعین کرتے ہیں بلکہ کلیاتِ رزمی کے مجموعی مزاج سے بھی ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ صوتی آہنگ اور موسیقیت غزل کی تاثیر میں اضافہ کرتی ہے، جس سے اشعار میں خطیبانہ پن کے بجائے وقار اور سنجیدگی پیدا ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ غیور احمد صدیقی کی غزل فکری مقصدیت اور فنی ضبط کا ایک ایسا امتزاج پیش کرتی ہے جو اردو غزل کی روایت میں ایک معتبر اور قابلِ توجہ اضافہ ہے۔ چند مثالیں دیکھیے۔

مرے فقر سے رمیدہ ترا فخر امتیازی　　　مرے عجز سے کشیدہ تری شانِ بے نیازی

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

میں ایاز غزنوی تو ترا شیوہ سرفرازی — مری بندگی کا زیور، خمِ گردنِ ایازی
یہی عاشقی ہے صادق یہی دلبری ہے کامل — رہے مجھ کو بے قراری نہ ہو تجھ میں دلنوازی(10)

کلیات رزمی کی طنزیہ و مزاحیہ شاعری

رزمی کی طنزیہ شاعری اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور فکری تضادات پر گہری نگاہ رکھتی ہے اور اسی سبب یہ شاعری محض ہنسی یا ظرافت تک محدود نہیں رہتی بلکہ ایک ہمہ گیر اصلاحی اور تنقیدی بیانیہ تشکیل دیتی ہے۔ ان کی طنز کا ایک نمایاں موضوع نام نہاد وطن سے محبت ہے، جہاں شاعر اُن افراد اور طبقات کو ہدفِ تنقید بناتا ہے جو زبانی نعروں اور وقتی جذبات کو حب الوطنی سمجھتے ہیں مگر عملی سطح پر استعمار، مفاد پرستی اور ذاتی اغراض کے اسیر نظر آتے ہیں۔ رزمی اس جھوٹی وطن پرستی کو بے نقاب کرتے ہیں جو انگریزی حکومت کے دور میں غلامی کے ساتھ مفاہمت اختیار کیے ہوئے تھی۔ ان کی شاعری میں برطانوی استعمار پر طنز محض سیاسی ردِ عمل نہیں بلکہ ایک باشعور فکری موقف ہے، جس میں آزادی کی جدوجہد کو قومی وقار، خودداری اور اجتماعی بیداری سے جوڑا گیا ہے۔ اس تناظر میں ان کی طنز ایک مزاحمتی ادب کی صورت اختیار کر لیتی ہے جو غلامانہ ذہنیت پر کاری ضرب لگاتی ہے۔

رزمی کی طنزیہ شاعری میں جاگیردارانہ نظام کے خلاف شدید احتجاج بھی نمایاں ہے۔ وہ جاگیردار طبقے کو معاشرتی استحصال، طبقاتی تفریق اور انسانی وقار کی پامالی کی علامت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ طنز کے پردے میں وہ اس نظام کی سفاکی، خود غرضی اور عوام دشمن رویّوں کو اس طرح آشکار کرتے ہیں کہ قاری کو ہنسی کے ساتھ ساتھ ایک تلخ سماجی حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح نام نہاد طبیبوں پر ان کی طنز دراصل جہالت، نادانی اور جھوٹے علم کے خلاف ایک فکری احتجاج ہے۔ وہ ایسے طبیبوں کو علامتی کردار بنا کر پیش کرتے ہیں جو لاعلمی کے باوجود مسیحائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور یوں معاشرے کو فائدے کے بجائے نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ طنز علم اور ذمہ داری کے باہمی رشتے کو واضح کرتی ہے اور جعلی مہارت کے خلاف شعور بیدار کرتی ہے۔

نوجوان نسل کی بے راہ روی رزمی کی طنزیہ شاعری کا ایک اور اہم موضوع ہے، جہاں شاعر مغربی تقلید، اخلاقی زوال اور مقصدِ حیات سے دوری پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ وہ طنز کے ذریعے نوجوانوں کی فکری سطحیت، کردار کی کمزوری اور وقتی لذتوں میں گم ہو جانے کے رجحان کو نمایاں کرتے ہیں، مگر یہ تنقید مایوس کن نہیں بلکہ اصلاحی جذبے سے معمور ہے۔ اسی تناظر میں

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

رزمی کی طنز نام نہاد مولویوں کے خلاف بھی نظر آتی ہے، جہاں وہ مذہب کو ذاتی مفاد، تنگ نظری اور ریاکاری کے لیے استعمال کرنے والوں کو بے نقاب کرتے ہیں۔ یہ طنز مذہب دشمنی نہیں بلکہ مذہبی تقدس کے غلط استعمال کے خلاف ایک سنجیدہ فکری مؤقف ہے، جو اصل دینی روح، اخلاص، علم اور کردار کی بازیافت کا مطالبہ کرتا ہے۔

بیاضِ خضر کا یہ نکتہ کارواں سن لے | سفر کے جوش کا سرمایہ سنگِ راہ میں ہے
مجھے یہ فکر ضعفِ بدن نہ کرے ذلیل | تجھے یہ غم کہ معزز ترالباس نہیں
چومتا ہوں تو گرد آلود ہو جاتے ہیں لب | میرے گھر موجود ہے قرآن بھی شمشیر بھی
دلاور خاں مری ملت کا ہیرو | نظر میں جس کی ہر شہتیر تنکا
ڈرامے میں جو ناچا ناف ٹل گئی | کیا تھا پارٹ اس نے ہیروئن کا (11)

فنی اعتبار سے رزمی کی طنزیہ شاعری زبان کی شستگی، اسلوب کی برجستگی اور علامتی اظہار کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ وہ طنز کے لیے مبالغہ، تضاد، علامت اور روزمرہ محاورے کو نہایت فنی مہارت سے برتتے ہیں، جس سے اشعار میں شگفتگی کے ساتھ معنوی گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا طنزیہ لہجہ شائستگی اور تہذیبی وقار سے خالی نہیں، اسی لیے ان کی شاعری ہجو یا سطحی مزاح میں نہیں ڈھلتی۔ بحور کا انتخاب اور صوتی آہنگ موضوع کے مطابق ہے، جو طنز کی کاٹ کو مزید مؤثر بناتا ہے۔ مجموعی طور پر رزمی کی طنزیہ شاعری فکری جرات اور فنی توازن کا ایسا نمونہ ہے جو اردو ادب میں مزاح کو محض تفریح نہیں بلکہ سماجی و فکری اصلاح کا طاقتور ذریعہ بنا دیتی ہے۔

وطن ایک مقدس امانت کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی حفاظت صرف زبان سے نہیں بلکہ کردار، قربانی اور مسلسل جدوجہد سے ممکن ہے۔ رزمی کی حب الوطنی کا اظہار خاص طور پر انگریزی استعمار کے خلاف مزاحمت اور آزادی کی جدوجہد کے تناظر میں سامنے آتا ہے۔ وہ غلامی کو قومی غیرت کے منافی سمجھتے ہیں اور وطن کی آزادی کو دینی و اخلاقی فریضہ قرار دیتے ہیں۔ اس فکری پس منظر میں ان کی طنزیہ شاعری دراصل حب الوطنی ہی کی ایک صورت ہے، کیونکہ طنز کے ذریعے وہ اُن قوتوں اور طبقات کو بے نقاب کرتے ہیں جو وطن کے نام پر ذاتی مفاد، مصلحت پسندی اور غلامانہ ذہنیت کو فروغ دیتے ہیں۔ یوں رزمی کی شاعری میں طنز اور حب الوطنی ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل نظر آتے ہیں۔ سید ضمیر جعفری ان کی شاعری میں حصولِ آزادی کے بعد بھی مسلمانوں کی غلامانہ سوچ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"حصول، آزادی کے بعد بھی رزمی صاحب نے محسوس کیا کہ ہماری سوچ ابھی بھی غلامانہ ہے جس کی وجہ سے ہم آزادی کی برکتوں سے فیض یاب نہیں ہو پا رہے ہیں" (12)

اس حوالے سے چند اشعار پیشِ خدمت ہیں۔

ہیں دور نمک پاش کے ناسور بھی لیکن — کچھ زخم تو مرہم کے زمانے میں لگے ہیں

گو قفس ٹوٹ چکا رشتہ بہ پا ہیں طائر — وہ بھی شاخ تک اچھلا ہے ابھی دام میں ہے

کرسی و منبر کی جانب سے یہ خواب آور فسوں — اس فضا میں آنکھ کھل جانا بھی اک اعجاز ہے (13)

فنی سطح پر وطن سے محبت کے اظہار میں رزمی نے سادہ مگر پُر اثر اسلوب اختیار کیا ہے۔ وطن کے لیے استعمال ہونے والی علامات، استعارات اور رزمیہ پیکر جیسے خاک، سرحد، قربانی، آزادی اور غیرت ان کے اشعار کو جذباتی شدت کے ساتھ فکری وقار بھی عطا کرتے ہیں۔ ان کا انداز خطیبانہ ہونے کے باوجود نعرہ بازی سے محفوظ رہتا ہے، جس سے حب الوطنی کا جذبہ مصنوعی نہیں بلکہ داخلی اور سچا محسوس ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیور احمد صدیقی کی شاعری میں وطن سے محبت ایک متوازن، باشعور اور مقصدی جذبے کے طور پر سامنے آتی ہے، جو طنز، مزاح اور سنجیدہ فکری شعور کے امتزاج سے نہ صرف اپنے عہد کی غلامانہ ذہنیت کو چیلنج کرتی ہے بلکہ قاری میں قومی ذمہ داری اور عملی حب الوطنی کا احساس بھی بیدار کرتی ہے۔ کلیات رزمی ابھی قعر گمنامی میں پوشیدہ ہے۔ راقم کا مقصد اسے منظر عام پہ لانا اور ادب میں اس کا مقام متعین کرنا ہے۔ غرض رزمی صاحب ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں۔ رزمی ساحب کا مخصوص شعری اسلوب ان کی شاعری کو منفرد بناتا ہے۔

حوالہ جات

(1) ضمیر جعفری، سید، رزمی صدیقی۔ شخص اور شاعری، مشمولہ کلیات رزمی، از غیور احمد صدیقی، راولپنڈی: فن کدہ، 1994، ص 57

(2) جمیل جالبی، ڈاکٹر، اظہارِ خیال، کلیاتِ رزمی، از غیور احمد صدیقی، سرِ ورق اندرونی

(3) رزمی، غیور احمد صدیقی، کلیات رزمی، ص 61-62

(4) ایضا، ص 473

(5) ایضا، ص 345

(6) ایضا، ص 106

(7) ایضا، ص 205

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

(8)ایضا، ص206

(9)ایضا، ص81

(10)ایضا، ص200

(11)ایضا، ص44،43

(12)ایضا، ص42

(13)ایضا، ص43،42